بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd. L. No 5254

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ٹیلیفون نمبر ۳۹۷۹

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء

عسىٰ أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ — خاص نمبر

الفضل لاہور

تار کا پتہ ۔ الفضل لاہور

قیمت فی پرچہ ۱ر

یوم ۔ بدھ — ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ — ۱۲ ہجرت ۱۳۳۳ ہش ۔ ۱۲ رمئی سنہ ۱۹۵۴ء — نمبر ۷۹

صدر مملکت کو ملک میں ہنگامی حالات کے اعلان کرنے کا اختیار ہو گا

دستور ساز اسمبلی نے متعلقہ قانون کی دفعات کی منظوری دیدی

کراچی ۱۱ رمئی: آج مجلس دستور ساز نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کی ان دفعات کی منظوری دے دی جن کے تحت صدر مملکت ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کر سکتے ہیں۔ ان دفعات میں کہا گیا ہے کہ اگر پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی یا اقتصادی حالت کو خطرہ ہو۔ یا اس پر حملہ کا اندیشہ ہو یا کسی عوامی تحریک سے ملک کے امن و امان کو سخت خطرہ لاحق ہو جائے۔ تو اس وقت صدر مملکت ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر سکتا ہے۔ اگر ملک کے مالی استحکام یا ساکھ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ تو اس صورت میں بھی ہنگامی صورت حال کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہنگامی صورت حال دو ماہ کے بعد ختم ہو جائے گی۔ لیکن اگر وفاقی مجلس دستور ساز اس میعاد کے ختم ہونے سے پہلے اسے آئندہ جاری رکھنے کی سفارش کرے۔ تو اس صورت میں دو ماہ سے زیادہ مدت تک کے لئے بھی یہ آرڈیننس نافذ رہ سکتا ہے۔ بحث میں جن ممبروں نے حصہ لیا۔ انہوں نے ان دفعات کی مشروط طور پر حمایت کی۔ بیگم شاہنواز نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اختیارات ابتدائی صورت حال میں استعمال کرنے ضروری ہوں۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو سکے۔ انہیں انتہائی حالات میں ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ مسٹر عبد اللہ المحمود نے اس دفعہ کی مخالفت کی جس کی رو سے مالی استحکام اور ساکھ کو نقصان پہنچنے کے اندیشہ پر ہنگامی صورت حال کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی دفعہ جس میں معاشی خطرہ لاحق ہونے پر ہنگامی صورت حال کے اعلان کی اجازت دی گئی کافی ہے۔ اسمبلی نے دوسرے ملکوں سے معاہدہ کرنے اعلان جنگ کرنے اور صلح کرنے کے متعلق صدر مملکت کے اختیارات کی دفعات بھی منظور کر لیں ان کی دفعات کی رو سے تمام معاہدے رئیس مملکت کریں گے۔ انہیں اعلان جنگ اور صلح کرنے کا بھی اختیار ہو گا۔ اسمبلی نے ایک دفعہ کی رو سے خطابات دینے کی ممانعت بھی کر دی ہے۔ اس کی رو سے نہ کسی پاکستانی باشندے کو کوئی خطاب دیا جا سکے گا۔ اور نہ کوئی پاکستانی باشندہ کوئی غیر ملکی خطاب قبول کر سکے گا۔ البتہ بہادری اور دیگر خدمات کے عوض اعزازی تمغے دیئے جا سکیں گے۔ اسمبلی نے یہ دفعہ بھی منظور کر لی۔ کہ رئیس مملکت ذاتی حیثیت سے جو کام کریں گے۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی۔ یہ مقدمات سپریم کورٹ میں دائر ہوں گے۔ اسمبلی نے ۲

۲ بیگم شاہنواز کی یہ ترمیم منظور کر لی۔ کہ اگر مقدمہ کی ابتدائی سماعت میں سپریم کورٹ کی یہ رائے ہو سکے کہ یہ مقدمہ بوگس قسم کا ہے۔ تو اس صورت میں مقدمہ دائر کرنے والے کو پانچ سال قید سخت تک کی سزا دی جائے۔

کراچی ۱۱ رمئی:۔ آج کراچی یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے بیگم لیاقت علی نے اس امر پر زور دیا کہ ہماری یونیورسٹیوں کو ایسے نوجوان پیدا کرنے چاہئیں۔ جو زندگی کے ہر شعبہ میں ملک کی رہنمائی کر سکیں۔

اسرائیلی حملوں کے خلاف اردن نے سلامتی کونسل میں شکایت پیش کر دی

عمان ۱۱ رمئی:۔ اردن کی سرحد پر یہودیوں نے حال میں جو حملے کئے تھے۔ اردن نے ان کے خلاف سلامتی کونسل سے پھر شکایت کی ہے۔ یہ حملے اتوار اور پیر کو کئے گئے تھے۔ ادھر اسرائیل نے بھی اردن کی کابینہ کو سرحدی جھگڑوں کی طرف توجہ دلائی ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۹ رمئی:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کل دن بھر اچھی رہی۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت یابی کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں۔

پاکستانی ماہرین سوڈان میں

خرطوم ۱۱ رمئی:۔ سوڈان میں ریٹائر ہونے والے برطانوی افسروں کے معاوضہ کا تصفیہ کرنے کے لئے ...... پاکستان سے معاوضہ کے ماہرین سوڈان پہنچ چکے ہیں۔ بعض برطانوی ماہرین بھی سوڈان پہنچے ہیں۔

پریم ناتھ ڈوگرہ کی بخشی حکومت پر نکتہ چینی

سری نگر ۱۱ رمئی: مقبوضہ کشمیر اور جموں پرجا پریشد کے صدر مسٹر پریم ناتھ ڈوگرہ نے حکومت ہندوستان کی توجہ مقبوضہ کشمیر میں کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں کی طرف مبذول کرائی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ حکومت ہندوستان ریاست کی ترقی کے لئے بخشی حکومت کو جو رقم دیتی ہے وہ کمیونسٹوں کے پروپیگنڈا کے لئے صرف کی جاتی ہے۔ مسٹر ڈوگرہ نے کہا کہ بخشی غلام محمد کی حکومت پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس نے آج تک وہ وعدے وفا نہیں کئے۔ جن کی یقین دہانی پر ان کی پارٹی نے ایجی ٹیشن بند کیا تھا۔

مسٹر فضل الحق کی خلیق الزمان سے ملاقات

ڈھاکہ ۱۱ رمئی:۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے فضل الحق نے کل گورنر مشرقی بنگال چوہدری خلیق الزمان سے ڈیڑھ گھنٹہ تک ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر فضل الحق نے کل اس ملاقات میں کابینہ کے چند مزید نام پیش کئے تھے لیکن ابھی مکمل کابینہ کے نام پیش نہیں کئے گئے ہیں۔

شام کے تمام روزنامے بند کر دیئے گئے

دمشق ۱۱ رمئی:۔ شام کی حکومت نے تمام روزنامے اور ہفتہ وار اخبارات کو بند کر دیا ہے۔ اب نئے قانون کے تحت دو ہفتہ تک تمام روزنامے اور ہفتہ وار اخبارات کو لائسنس کے لئے درخواستیں دینی پڑیں گی۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت شام نے یہ اقدام بعض اخبارات کی ناپسندیدہ تحریروں کی وجہ سے کیا ہے۔

عراق میں دوبارہ زبردست سیلاب کا خطرہ

بغداد ۱۱ رمئی:۔ عراق میں سیلاب کا خطرہ پھر لاحق ہو رہا ہے۔ دجلہ اور فرات کے کنارے رہنے والے دس ہزار سے زیادہ باشندوں کو محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا ہے۔ باقی باشندوں کو کل محفوظ مقامات پر پہنچا دیا جائے گا۔ مغربی عراق میں صورت حال زیادہ نازک ہو چکی ہے۔

آغا غلام نبی پٹھان کو تین سال کیلئے سرکاری عہدوں کے نااہل قرار دیدیا گیا

کراچی ۱۱ رمئی:۔ آغا غلام نبی پٹھان کو جو سندھ کے وزیر خوراک و زراعت رہ چکے ہیں۔ تین سال کے لئے سرکاری عہدوں کے نااہل قرار دیا گیا ہے۔ گورنر سندھ نے آغا غلام نبی پٹھان کے خلاف پروڈا کی درخواست کی سماعت کے لئے جو عدالت مقرر کی تھی۔ اس نے آغا صاحب کو جانبداری۔ نظم و نسق میں خرابی کرنے اور بد دیانتی کا مجرم قرار دیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ آغا غلام نبی پٹھان سندھ کی موجودہ قانون ساز اسمبلی کے ممبر ہیں۔

نیاسالینڈ میں افریقیوں کی نمائندگی

لندن ۱۱ رمئی:۔ برطانیہ کے وزیر نو آبادیات مسٹر لٹلٹن نے کہا ہے کہ نیاسالینڈ کی پارلیمنٹ میں افریقیوں کی نمائندگی بڑھانے پر ...... غور و خوض کیا جا رہا ہے۔

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے انصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۲ ہجرت ۱۳۳۳ھش

افسوسناک

لوکل معاصر روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنی اشاعت ۱۰ اپریل کے ایک اداری نوٹ میں "افسوسناک" کے زیر عنوان منٹگمری کے ایک نواحی گاؤں کی خبر کے متعلق جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ مختلف عقائد کے مسلمانوں کے درمیان درود شریف کے پڑھنے پر جو فساد ہوا، اس میں ایک مؤذن ہلاک اور متعدد مسلمان مجروح ہوئے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"تنازعہ درود شریف بلند آواز سے پڑھنے پر ہوا۔ جو لوگ اس کے مخالف تھے وہ مسلح ہو کر مسجد میں دوسرے لوگوں پر حملہ آور ہوئے۔

اس سے پیشتر مختلف شہروں اور قصبات میں بھی عقیدہ کے اختلاف کی بناء پر تنازعات ہوتے رہے ہیں۔ جن میں بسا اوقات نوبت قتل و غارت تک پہونچتی رہی ہے۔ اس قسم کے افسوسناک واقعات اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ اسلام جس رواداری کی تلقین کرتا ہے۔ وہ کس حد تک ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ نظریاتی اختلاف ہر جگہ ہوتا ہے لیکن اس کو سمجھانے کے لئے علمی بحث و مذاکرہ کی جگہ تلوار اور لاٹھی کا استعمال کسی صورت مستحسن نہیں۔ عقائد میں معمولی اختلاف صدیوں سے چلے آ رہے ہیں۔ آئمہ کرام بھی مسائل کی توجیہ میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے۔ اپنے مسلک کی صحت کے لئے دلیل پیش کرتے تھے۔ اگر کوئی ان کے استدلال سے مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ لٹھ کا سہارا نہیں لیتے تھے۔"

اس کے بعد فاضل مدیر نوائے وقت فرماتے ہیں:-

"بد قسمتی سے انحطاط و زوال کے دور میں برداشت تحمل رواداری اور نظریاتی اختلاف کے باوجود باہمی احترام کا میدان بھی سکڑ گیا ہے۔ معمولی باتوں پر تکفیر کی تلوار بے نیام ہو جاتی ہے سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ باتیں ایک ایسے مذہب کے نام لیواؤں میں ہو رہی ہیں جو ساری نوع انسانی کے لئے رحمت اور شفقت کا پیغام ہے۔ ہمارے سرور کائنات رحمۃ للعالمین ہیں اور ہم ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کے لئے ہر وقت تیار"۔

فاضل مدیر نے جو کچھ لکھا ہے حرف بحرف درست ہے کہ اسلام ساری نوع انسانی کے لئے رحمت اور شفقت کا پیغام ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ قرآن پاک میں اس کی اچھی طرح وضاحت کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ہدایت دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے نازل کی ہے۔ یہاں تک کہ مخالفین اسلام کے ساتھ گفتگو کرتے وقت بھی نہایت احسن طرز کلام اختیار کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

جادلھم بالتی ھی احسن

یعنے اگر مخالفین اسلام سے بھی اے مخاطب تم مجادلہ کرو تو ایسے طریقے سے کرو جو اچھا اور پسندیدہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالےٰ کے اس کلام کے سب سے پہلے مخاطب ہیں اپنے اسوۂ حسنہ سے جس طرح اس اصول کو پیش کیا ہے۔ وہ آپ کی حیات طیبہ کے سوانح سے مل سکتی ہے۔ چنانچہ اسلام کے دشمن آپ کی زندگی سے ایک واقعہ بھی ایسا نکال کر نہیں دکھا سکتے۔ کہ آپ نے گفتگو میں بھی تلخ بیانی کا انداز اختیار کیا ہو۔ چہ جائیکہ آپ نے ذرا ذرا سی بات کو بہانہ بنا کر دوسروں کو جسمانی تکلیف پہنچانے کا ارادہ بھی کیا ہو۔ حالانکہ مکہ میں قریش مخالفین آپ کی ہر بات میں نعوذ باللہ بے عزتی کرتے تھے۔ مگر آپ ہمیشہ اپنی رحمۃ للعالمینی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اور تکلیف دینے والوں کے حق میں دعا دیتے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ آج ایسا کردار مسلمانوں کی شجاعت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور اسلام کو جس کے معنے ہی امن ہیں اس کی تبلیغ بھی تشدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

یہ فساد ذہنیت جو عوام کے دلوں میں سرایت کر گیا ہوا ہے۔ دراصل اسلام کے نام پر نظریہ جبریہ کی تلقین کی وجہ سے ہے۔ عوام بیچارے مصلحین اور معلمین کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلیاں ہوتے ہیں۔ انہیں جب یہ سکھایا جاتا ہے۔ کہ اپنے دین کے لئے جان دے دو۔ یہ کرو وہ کرو تو چونکہ وہ تو حقیقی بات کو سمجھنے کے ناقابل ہوتے ہیں۔ جب ذرا سی بات جو ان کے دل میں ڈال دی جاتی ہے انہیں اپنے عقیدہ کے خلاف نظر آتی ہے۔ تو وہ اس کو بے دینی سمجھتے ہیں۔ اور دین کے محافظ بن کر دنگہ اور فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

یہی ہے جو کچھ منٹگمری کے نواحی گاؤں میں ہوا ہے۔ درود شریف بلند آواز سے پڑھنا بعض کے نزدیک بدعت میں داخل ہے۔ کوئی چاہے کوئی عقیدہ رکھے۔ لیکن جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اونچی آواز سے پڑھنا باعث ثواب ہے۔ ان کو اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرنے کا اسلام اور جمہوری قانون کے مطابق پورا پورا حق حاصل ہے۔ خواہ یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض کے نزدیک یہ واقعی بدعت ہے۔ جو لوگ اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ آزاد ہیں کہ اس پر عمل نہ کریں۔ مگر ان کا یہ قطعاً حق نہیں کہ وہ دوسروں کو اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرنے سے روکیں

افسوس ہے کہ یہ بات عوام تو کی بڑے بڑے علماء کی سمجھ میں بھی ابھی تک نہیں آئی۔ جو دراصل اس تمام فتنہ کے ذمہ دار ہیں درود شریف بلند آواز سے پڑھنے پر ہی نہیں بلکہ رفع یدین کرنے یا نہ کرنے آمین بالجہر کہنے نہ کہنے اور التحیات میں سبابہ اٹھانے نہ اٹھانے پر خون خرابے ہوئے ہیں اور جب تک علماء نے دین اپنے عقائد کے مطابق رائے عام ہموار کر سکتے ہیں۔ جو رائے عامہ کے بہرہ سے پر جیتے ہیں ہوتے چلے جائیں گے

پنجاب میں جو فسادات پچھلے دنوں ہوئے اور عوام نے حکومت کو بھی چیلنج دے دیا۔ آخر اسلام ہی کے دعویداروں کی رائے عامہ کو باغیانہ ذہنیت سے متشرف کرنے کی وجہ سے تو ہوئے تھے۔ تحقیقاتی عدالت نے جو رپورٹ شائع کی ہے۔ وہ اس کی آئینہ دار ہے۔ اور جو کچھ منٹگمری کے نواحی گاؤں میں ہوا ہے۔ وہی کچھ ان فسادات میں ملک گیر پیمانے پر ہوا اور اسی وجہ سے ہوا جس وجہ سے منٹگمری کے اس گاؤں میں درود شریف بلند آواز سے پڑھنے سے ہوا ہے۔

درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کی وجہ سے جو کچھ ہوا۔ اس کا پس منظر یہی ہے کہ ایک یا زیادہ علماء کا یہاں عقیدہ تھا۔ کہ درود شریف بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے۔ انہوں نے رائے عامہ کو اپنے عقیدہ کے مطابق ہموار کیا۔ اور پہلے تو درود شریف پڑھنے والوں سے مطالبہ کیا۔ کہ ایسا کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ یوں یوں ہو گا۔ دوسری طرف سے بھی اصرار ہوا۔ آخر ایک دن موقعہ پر اپنا مطالبہ بالجبر منوانے کے لئے اپنے ہمنواؤں کو اکسا کر حملہ بول دیا۔ اور بے گناہ خون بہایا گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ حملہ بولنے والوں کے عقیدہ میں بدعت کو بالجبر روکنا ان کا فرض ہے۔ اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا۔ تو وہ فساد نہ کرتے۔

اس واقعہ کا بڑا افسوس ہے مگر زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ فسادات پنجاب کی رپورٹ بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور اس میں بڑی وضاحت سے بتایا گیا ہے۔ کہ یہ فسادات کس طرح ہوئے۔ اس کے باوجود بعض لوگ اب بھی اپنی اسی ذہنیت کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں۔ اور یہاں تک کہتے پھرتے ہیں۔ کہ ہم کو رائے عامہ کو ہموار کر لینے دو پھر ہمارے مطالبات پر حکومت گھٹنے نہ ٹیک دے تو کہنا۔ جو کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ اگر فلاں فلاں شرط ہو تو ڈائرکٹ ایکشن جائز ہے۔ اور وہ شرط کیا ہے۔ یہی کہ یہ عامہ پوری طرح آگاہ ہو جائے۔ ملک کے تمام حصے اور خاص کر تعلیم یافتہ طبقہ آگاہ ہو جائے۔ پھر دیکھتے ہیں حکومت کس طرح نہیں مانتی۔

درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے لئے ایک مسجد پر حملہ ہوتا اور مؤذن کو ہلاک اور کئی آدمیوں کو زخمی کر دینا اتنا افسوسناک ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ اور تمام امن پسند شہری اس کی مذمت کریں گے۔ چنانچہ ایڈیٹر "نوائے وقت" نے اس پر قلم اٹھا کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں اس روح کو کس طرح دبایا جا سکتا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے ملک اس خطرہ سے محفوظ ہو جائے۔

رمضان المبارک میں خصوصیت سے دعائیں کرو کہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہمیں حاصل ہو

خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے جس سے ناممکن کام ممکن ہو جایا کرتے ہیں

اقتباس خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اور رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ اذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ کہ رمضان کے ایام ایسے مبارک ہیں۔ کہ ان دنوں عبادتوں کے بعد جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو تو انہیں کہہ دے۔ کہ میں بالکل قریب ہوں۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ جب مجھے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ گویا رمضان کی راتیں دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص ہیں۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں عام رواج ہے۔ جب لوگ کسی کو خط لکھتے ہیں۔ تو اس میں اپنے متعلق خاکسار۔ نابکار۔ شرمسار۔ گنہگار یا حقیر۔ ناچیز اور بندۂ ذلیل وغیرہ الفاظ لکھتے ہیں۔ یا بات بھی کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ میں تو کیا ہوں خاکِ پا ہوں۔ سو ہمارے ان منکسرانہ ادعاؤں اگر ذرہ بھر بھی حقیقت پائی جاتی ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمیں پوری طرح اپنی کمزوریوں کا اقرار اور

اپنی غلطیوں کا اعتراف

ہے۔ اور اگر ہم اپنی غلطیوں کا اعتراف اور اپنی کمزوریوں کا اقرار کرتے ہوں۔ تو اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور اس عظیم الشان مقصد کے لئے جو ہمارے جیسے کمزور آدمیوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہمارے لئے دعائیں کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور کوئی راستباز اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔

اگر ہم واقعہ میں کمزور اور ناتواں ہیں۔ اور اگر واقعہ میں وہ کام جو ہمارے سپرد کیا گیا نہایت ہی اہم اور مشکل ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کام ہم سے کس طرح سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ ادھر یہ کام اپنے اتمام کے لئے ایک بہت بڑی طاقت چاہتا ہے۔ اور ادھر ہم سخت کمزور اور ناتواں ہیں۔ ان حالات میں دو باتوں میں سے ایک بات ضرور تسلیم کرنی پڑے گی۔ (۱) یا تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہمارے ان

دونوں دعووں میں سے ایک دعویٰ غلط ہے

یعنی یا تو ہمارے انکسار کا دعویٰ غلط ہے۔ اور یا ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے۔ کہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ (۲) اگر ہمارے یہ دونوں دعوے صحیح ہوں۔ اور ایک بھی ان میں سے غلط نہ ہو۔ تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ یا تو اس کام نے ہونا ہی نہیں۔ اور یا پھر یہ کہ اس کام کے سرانجام دینے کے لئے خدا تعالےٰ نے ہماری کوششوں کے سوا اور ذرائع بھی مقرر فرمائے ہیں۔ چونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ کہ اس کام نے ضرور ہو کر رہنا ہے۔ اس لئے آخری نتیجہ پھر بھی یہی نکلتا ہے۔ کہ اس کام کے لئے ہماری کوششوں کے علاوہ کوئی اور ذرائع اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ اور جب ہم یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جو ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔ کہ اے خدا ہمارے ہاتھوں سے تو یہ مقصد پورا ہونے کا نہیں۔ تیرے حکم کے ماتحت ہم ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن تو بھی اپنے فضل سے ان مخفی ذرائع کو ظاہر کر۔ اور ہماری تائید میں لگا دے۔ جو تو نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ تاکہ یہ ناممکن کام ممکن ہو جائے۔ اور ہماری خواب ایک حقیقت کی شکل میں تبدیل ہو جائے۔

اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے

صرف ظاہری آلہ

بنایا ہے۔ ورنہ اصل آلۂ کار جس سے اس نے ہمیں کامیاب کرنا ہے۔ اور ہے۔ ہماری مثال ویسی ہی ہے۔ جیسے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنکر اٹھا کر بدر کے دن پھینکے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ کہ یہ تمہارا کنکر پھینکنا تمہارا کنکر پھینکنا نہیں بلکہ خدا کا کنکر پھینکنا ہے۔ اگر یہ کنکر تم پھینکتے۔ تو ان کنکروں کا کیا تھا۔ تھوڑی دور جا کر یہ زمین پر گر پڑتے۔ مگر یہ تم نے کنکر نہیں پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے۔ ادھر تمہارا ہاتھ ہلا۔ اور ادھر ہم نے آندھی کو بھی ساتھ ہی چلا دیا۔ اور اس میں کروڑوں کروڑ اور اربوں ارب اور کنکر اٹھا کر کفار کی آنکھوں میں ڈال دیئے۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ کفار بالکل حملہ نہ کر سکے۔ کیونکہ جو سوار سامنے کی طرف دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اس نے دشمن کا مقابلہ کیا کرنا ہے۔ غرض سب حالات کو دیکھ کر ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ ہماری حیثیت بدر کے ان کنکروں کی سی ہے۔ جنہیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی مٹھی میں لیا۔ اور کفار کی طرف پھینکا۔ ان کنکروں نے کفار کو اندھا نہیں کیا تھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھینکے۔ بلکہ ان کنکروں نے کفار کو اندھا کیا۔ جو خدا تعالےٰ نے آندھی کے ذریعہ اڑائے۔ پس ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ہمارے سوا کوئی اور آلہ ہے۔ جس نے کام کرنا ہے۔ اور کوئی اور سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ جنہوں نے

اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب

کرنا ہے۔ اور وہ آلہ اور وہ ہتھیار جن سے دنیا پر اسلام کو غالب کیا جا سکتا ہے۔ بندے کی وہ دعائیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا فضل ہی ہے۔ جس سے ناممکن کام بھی ممکن ہو جاتے ہیں۔ صرف یہی چیز ہے۔ جس پر ہماری فتح اور کامیابی مقدر ہے۔ اور چونکہ یہ دن

خصوصیت سے دعاؤں کے دن

ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ بات بھولنی نہیں چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے حضور بالالتزام یہ دعا کریں۔ کہ وہ اسلام کی فتح کے سامان پیدا کرے۔ ہماری کمزوریوں کو دور کرے۔ ہماری کوتاہیوں سے چشم پوشی کرے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ اور اپنے فضل سے ہمیں وہ سامان عطا فرمائے۔ جن سامانوں سے ہمارا مقصود ہمیں حاصل ہو۔ چونکہ گو ہم کمزور ہیں۔ مگر کام اسی کا ہے۔ اور ہماری شکست اور ناکامی اسی کے جلال کے ظہور میں حارج ہوگی۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ تا ہماری غفلتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا جلال پوشیدہ نہ ہو جائے۔ اور ہماری کوتاہیاں نادانوں کی نگاہ میں اس کی شکست قرار نہ پائیں۔ اور وہ اپنے فضل سے اپنے نام اپنے جلال اور اپنی عزت کے ظہور کے لئے ہمارے کمزور ہاتھوں میں وہ طاقت پیدا کر دے۔ جو کام کو سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی

جماعت کے افراد کے لئے بھی دعائیں کرو

اور اپنے اہل و عیال اور دوستوں اور عزیزوں کے لئے بھی دعائیں کرو۔ تا اللہ تعالےٰ ہم سب میں حقیقی تقوےٰ پیدا کرے۔

یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب تک

نیکی اور تقوےٰ

دنیا میں قائم نہیں ہو جاتا۔ ہمیں وہ ثمرات میسر نہیں آ سکتے۔ جو ہمارے لئے مقدر ہیں۔ ایک انسان میں غلطیاں بھی ہوں۔ وہ گنہگار بھی ہو۔ وہ قصوروار بھی ہو۔ مگر جب تک اس کے دل میں تقویٰ رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو ڈھانپتا چلا جاتا ہے۔ اور بالآخر اسے توبہ کی توفیق دے دیتا ہے۔ پس سب سے پہلے جماعت کے افراد کے لئے دعا کرو۔ اور اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے بھی کہ ہم میں سے ہر شخص کو تقویٰ اللہ نصیب ہو۔ تقویٰ خدا تعالیٰ کی خشیت اور خوف کو کہا جاتا ہے۔ اور جب تک کسی شخص کے دل میں اس کا خوف رہتا ہے۔ اسی وقت تک وہ گناہ کی حالت میں بھی خدا کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ گو

گناہ ایک کمزوری کی علامت ہے

مگر خشیت اللہ کے معنے ہیں خدا کی محبت اور گو خشیت خوف کو کہا جاتا ہے۔ مگر [illegible] کا ڈر ایسا نہیں ہوتا۔ جیسے سانپ کے زہر سے انسان ڈرتا ہے۔ اس کے ڈر کے معنے اس کی محبت کے ہی ہوتے ہیں۔ اور درحقیقت محبت الٰہی کا ہی دوسرا نام خشیت اللہ اور تقوی اللہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت ایسی چیز ہے۔ کہ جس دل میں اس کا ایک شمہ بھی باقی ہو۔ اس کا تباہ ہونا بڑا مشکل [illegible] ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ جس شخص کے دل میں اس کی سچی محبت ہو۔ وہ اسے ضائع کر دے۔ اس لئے یا تو وہ ایسے شخص کو توبہ کی توفیق دے دیتا ہے۔ یا انسان اگر کبھی غفلت سے تقویٰ کا بیج اپنے دل سے بالکل ضائع کر دے۔ تو اس وقت اسے سزا دیتا ہے۔ مگر جب تک کسی انسان کے دل میں تقویٰ قائم رہتا ہے۔ اسے سزا اس رنگ میں کبھی نہیں ملتی۔ جو اسے تباہ کر دے۔ اور ایسے شخص کی نجات نہ صرف ممکن بلکہ سہل الحصول ہوتی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی اپنی ماں کا اکلوتا بچہ ہو۔ اور اس کی ماں بڑھیا ہو۔ یا بڑھیا تو نہ ہو۔ مگر اس کا خاوند مر چکا ہو۔ ایسی ماں اور ایسے بچے میں بھی کبھی کبھی لڑائی ہو جاتی ہے۔ اختلاف بے شک بری شے ہے۔ لیکن کبھی نہ کبھی عزیز ترین وجودوں میں بھی اور ایسے ماں بچے میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے۔ جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس وقت اس بچے کی ماں اس پر ناراض ہو جاتی ہے لیکن

ماں کی ناراضگی

ایسی ہی ہوتی ہے۔ کہ ادھر وہ خفا ہو کر منہ ایک طرف کر لیتی ہے۔ اور ادھر کنکھیوں سے اسے دیکھتی بھی جاتی ہے۔ تا بچے میں اگر ذرا سی بھی تبدیلی یا رغبت پیدا ہو۔ تو وہ اسے دوڑ کر گود میں اٹھا لے۔ اور اللہ تعالےٰ جس محبت اور پیار سے اپنے بندے کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ ماں کی محبت سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ ہم جب اسکی جنت کا نقشہ نہیں کھینچ سکتے۔ تو اس کی محبت کا نقشہ کس طرح کھینچ سکتے ہیں۔ بندوں کے متعلق ہمارا یہ حال ہے۔ کہ ہم ان کے اعمال کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں۔ ان کے قلوب کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے۔ پھر خدا تعالیٰ جس کے افعال کو بھی ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اس کی کیفیت محبت کو ہم کہاں سمجھ سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی مثالوں سے حقیقت قریب کی جا سکتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کو مثالوں سے ہی سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے۔ جو بندہ اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو کھو دیتا ہے۔ اس کا خدا تعالیٰ کو ایسا ہی قلق

کو ملتا ہے۔ جیسے اس عورت کو اپنے بچہ کے کھوئے جانے پر ہوا۔ اور پھر جب بندہ توبہ کے بعد اس کی طرف واپس آتا ہے۔ تو اسے ویسی ہی خوشی ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جیسا اس عورت کو اپنا بچہ ملنے پر ہوئی۔ تو ہمارا خدا ہمیں بخشنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کی بخشش کو ڈھونڈنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ کہ ہم کب اسکی طرف بڑھتے ہیں۔ وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرنے جائز ہوتے۔ تو میں کہتا کہ وہ مضطرب ہے۔ وہ ایک گھبراہٹ اور قلق میں ہے۔ کہ میرا بندہ میرے پاس کیوں نہیں آتا۔ دہر صرف ہماری ہی طرف سے ہے۔ کوتاہی صرف ہماری ہے۔ ورنہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا اس کے حضور توبہ کرتا اور اس سے درخواستِ معافی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور نہ صرف اس کے گناہوں کو بھول جاتی۔ بلکہ دوسروں کو بھی بھلوا دیتی ہے۔ تبھی

خدا تعالےٰ کا نام ساتر نہیں بلکہ ستار ہے

اور ستار وہ ہوتا ہے جس میں صفت ستر کی تکرار اور شدت پائی جائے۔ دنیا صرف ساتر ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اگر کسی کو کسی کے گناہ کا علم ہو۔ تو وہ اسے بیان نہ کرے۔ مگر وہ دوسروں کے ذہن سے کسی کے گناہ کا علم نہیں نکال سکتا۔ مگر خدا تعالےٰ چونکہ قادر ہے۔ اس لئے اس نے کہا۔ کہ میں ساتر نہیں بلکہ ستار ہوں۔ یعنی میں صرف یہی نہیں کرتا۔ کہ بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ بلکہ میں لوگوں کے ذہنوں سے بھی ان گناہوں کی یاد نکال دیتا ہوں۔ اور انہیں یاد بھی نہیں رہتا۔ کہ فلاں نے کبھی فلاں گناہ کیا تھا۔ اگر خدا تعالےٰ ستار نہ ہوتا۔ تو گنہگار کے لئے جنت میں بھی امن نہ ہوتا۔ وہ ہر شخص کی طرف دیکھتا۔ اور کہتا۔ کہ اس کو میرے گناہ کا علم ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میں ستار ہوں۔ اور میں نہ صرف لوگوں کے گناہ معاف کرتا ہوں۔ بلکہ لوگوں کے حافظوں پر بھی تصرف کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ دوسروں کو اس کا گناہ یاد ہی نہیں رہتا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ہمیشہ سے ہی نیک تھا۔ یہ ہمیشہ سے ہی پاکیزہ خصائل رکھنے والا تھا۔ تو ہمارا واسطہ ایک ستار العیوب اور غفار الذنوب خدا سے ہے۔ جو نہ صرف ہمیں بخشنے کے لئے تیار ہے۔ بلکہ وہ ہماری کھوئی ہوئی عزت ہمیں واپس دینے اور اسے دوبارہ دنیا میں قائم کر دینے کے لئے آمادہ ہے۔ وہ نہ صرف مزید عزت دیتا بلکہ پہلی بدنامی کو بھی دور کر دیتا ہے۔ ایسے خدا کی خاطر جو ہماری عزت کا اتنا خیال رکھتا ہے۔ کونسی قربانی ہے۔ جو بڑی کہی جا سکتی ہے۔ یقیناً اسی کی خاطر ہر قربانی حقیر اور ذلیل ہے۔ اور اس کے لئے ایک عزت کیا اگر ہزار عزتیں بھی قربان کرنی پڑیں۔ تو وہ گراں نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ عزتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں۔ اور ذلتوں کو بھی وہی دور کرتا ہے۔ پس

دعائیں کرو

اپنے لئے سلسلہ کے لئے اور ان تمام روکوں کے دور ہونے کے لئے جو ترقی اسلام کی راہ میں حائل ہیں۔ تا اللہ تعالےٰ ہمارے قصوروں اور ہماری غلطیوں کو معاف کرے۔ اور ہمارے اندر ایسی طاقت پیدا کر دے کہ جس طاقت سے کام لیتے ہوئے ہم اس کے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کر سکیں۔ اور اس کے دین کے سچے خادم بن جائیں۔ ایسے خادم جن کے دلوں میں رات دن یہی خیالات موجزن رہیں۔ کہ اس کے دین کو بلند کریں۔ اس کے نام کو اونچا کریں۔ اور اس کی عزت

مکرم مولوی صالح محمد صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ

کی ربوہ میں آمد

احباب جماعت یہ خبر سنکر خوش ہوں گے کہ مکرم مولوی صالح محمد صاحب گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ عرصہ چھ سال کے بعد ۲۷ اپریل کو بخیریت واپس ربوہ پہونچ گئے ہیں۔ اہالیٔ ربوہ نے سٹیشن پر پہونچ کر اپنے مجاہد بھائی کا پرجوش استقبال کیا۔ اور ان سے مصافحہ اور معانقہ کیا

مولوی صاحب موصوف کی کامیاب واپسی پر ادارہ تبشیر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ صاحب موصوف کی کامیابی و کامرانی کو مزید ترقیات اور خدمات دینیہ کا پیش خیمہ بنائے آمین

مولوی صاحب موصوف صرف چند ماہ کی رخصت پر واپس پاکستان تشریف لائے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز اسی سال واپس تشریف لے جائیں گے۔ (نائب وکیل التبشیر)

گورنمنٹ میٹل ورکس انسٹی ٹیوٹ سیالکوٹ

ٹیکنیکل ایجوکیشن (ٹیکنیکی تعلیم) کی طرف روز افزوں توجہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ادارہ مندرجہ عنوان اسی اہم ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس میں چار سالہ ٹیکنیکل سپروائزر ڈپلومہ کورس گزشتہ سال سے حکومت پنجاب نے جاری کیا ہے۔ ۱۵ سے ۲۰ سال کی عمر والے میٹرک پاس لئے جاتے ہیں۔ امسال میٹرک کے نتیجہ کے دس روز بعد امتحان داخلہ ہوگا۔ جو میٹرک کے معیار کے چار پرچوں انگریزی ریاضی سائنس و ڈرائنگ پر مشتمل ہوگا۔ خواہشمند امیدواروں کو ابھی سے تیاری کرنی چاہیئے۔

انسٹی ٹیوٹ کے پرنسپل صاحب سے پراسپکٹس اور فارم داخلہ طلب کریں۔ پراسپکٹس میں امتحان داخلہ کے مضامین کا سلیبس بھی درج ہے۔ اس لئے تیاری آسان ہے۔ مستحقین کے لئے حکومت کی طرف سے کچھ امدادی وظائف بھی ہیں۔ فیس پہلے دو سال میں چھ روپے ماہوار بعد کے دو سالوں میں ۷ روپے ماہوار ہوسٹل کا خرچ اندازاً ۲۶ روپے ماہوار (بحوالہ پراسپکٹس)

دانتوں کی فنی تعلیم کا دوسالہ نیا کورس

لاہور کے De-Montmorency College of Dentistry میں دانتوں کی فنی تعلیم کا دوسالہ نیا کورس ماہ جون ۵۴ء کے شروع میں جاری ہونے والا ہے۔ داخلہ بہت محدود ہوگا۔ میٹرک پاس لئے جائیں گے۔ ماہ رواں کے آخری حصہ میں داخلہ ہو جائے گا۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

مرکز میں رہ کر خدمت دین کا نادر موقعہ

نور ہسپتال میں ایک سب اسسٹنٹ سرجن کی آسامی پر کرنی مطلوب ہے۔ خواہشمند احباب نظارت ہذا کو مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔

(۱) عمر (۲) تعلیمی قابلیت

(۳) تفصیل تجربہ (۴) کسی لائن میں سپیشلسٹ ہو تو اس کا بھی ذکر کیا جائے

دیگر امور بذریعہ خط و کتابت طے کئے جا سکتے ہیں۔ (ناظر امور عامہ)

قاعدہ یسرنا القرآن کی ایجنسی

اگر آپ اپنے شہر میں قاعدہ یسرنا القرآن اور دیگر مطبوعات کی ایجنسی لینا چاہتے ہیں۔ تو فوراً دفتر ہذا کو تحریر کریں۔ ۲۵ مئی آخری تاریخ ہے۔ (وکیل التجارت تحریک جدید ربوہ)

ماہنامہ خالد کے بقایا داروں کی خدمت میں ایک نہایت ضروری درخواست

احباب گرامی بہ نہایت ادب کے ساتھ آپ لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانے پر مجبور ہیں۔ کہ ادارہ خالد کی مالی حالت بقایاجات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بہت بگڑ گئی ہے۔ اگر خدانخواستہ بقایاجات کی ادائیگی میں مزید تاخیر برتی گئی۔ تو "خالد" جیسے رسالہ کے لئے جو ابھی ابتدائی مراحل میں سے گزر رہا ہے۔ ایک مزید کاری ضرب ہوگی۔ لہٰذا جہاں بقایاجات کی فوری ادائیگی کی درخواست ہے۔ وہاں یہ بھی امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ آئندہ سال کے لئے چندہ بطور پیشگی ارسال کر کے ادارہ کی مالی اعانت فرمائیں گے۔ (مہتمم خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

قریشی نور الدین صاحب آف ملٹری اکاؤنٹس راولپنڈی کی والدہ محترمہ جو منشی حبیب احمد صاحب کاتب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ مورخہ ۹/۵/۵۴ بروز اتوار صبح سات بجے ایک لمبی علالت کے بعد اپنے مولا حقیقی سے جا ملیں۔ مرحومہ بہت نیک۔ دعاگو اور تہجد گزار تھیں۔ احباب سلسلہ مرحومہ کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے بچوں کو جن کے سر سے باپ کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا خود ہی حامی و ناصر ہو۔ عطاء الحق از راولپنڈی

163

کہا جاتا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ احمدیوں کو قتل کرنا اور انکے مال و اسباب کو جلانا کارِ ثواب ہے

احرار اور مجلس عمل کی کانفرنسوں میں احمدیوں کے اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کی حمایت کی گئی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تیسرا باب

دو لطیفے

اس واقعہ میں بعض لطیفے بھی ہوئے جن کی تفصیل مسٹر کرنل خوشی محمد کی زبانی سنیئے۔

"جو لوگ چھرے کر ناچتے ہوئے بڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے سینے پر گولی کھانے کی پیشکش کی۔ لیکن میں نے اس سے کہا۔ جب تک وہ فیتے کے دوسری جانب ہے۔ اس پر گولی نہیں چلے گی۔ البتہ جیسے ہی وہ فیتے کی حد پار کرے گا تو گولی چلا دی جائے گی۔ لیکن جب فائرنگ ہوئی۔ تو میں نے اس آدمی کا کوئی پتہ نہ پایا۔ وہ ہجوم میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اسی طرح پہلی فائرنگ میں ایک مولوی صاحب آئے اور فوج اور پولیس کو مغلظات سنانے اور کافر کہنے لگے۔ میں نے بگل بجانے والے سے کہا بگل بجاؤ۔ لیکن جیسے ہی ان حضرت نے یہ آواز سنی وہ ہجوم پر سے کودتے پھاندتے بڑی تیزی سے پسپا ہو گئے"۔

شام کو ایک اے ایس آئی اور ایک سپاہی کو ریلوے سٹیشن کے قریب ایک ہجوم نے نرغے میں لے لیا۔ جس نے اے ایس۔ آئی کا ریوالور اور سپاہی کی رائفل چھین لی۔ اور دونوں کی وردیاں جلا ڈالیں۔ ایک اور سپاہی کچھ سامان لے جا رہا تھا کہ اس پر حملہ کر کے یہ سامان چھین لیا گیا۔ ہجوم نے دو احمدیوں کے چھرے گھونپ دیئے اور تین کے گھر لوٹ لئے۔

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر ایس این عالم شام کو پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صورت حال فوج کے حوالے کر چکے ہیں ان کے نزدیک یہ فیصلہ درست نہیں تھا۔ اسلئے کمشنر سے مشورہ کر کے انہوں نے فوج سے کنٹرول واپس لینے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے پولیس سے خطاب کیا جو ۴ اور ۵ مارچ کے واقعات سے ہمت ہار چکی تھی۔ اور شہر کے لئے گشتی دستوں کا انتظام کیا۔ فوج نے اپنا مرکز بریگیڈ ہیڈ کوارٹرز سے سٹی کوتوالی میں منتقل کر لیا۔

۵ مارچ کو فوج نے شہر بھر میں پرچم مارچ کیا اور سخت گشت لگائی۔ بعض جلوسوں کو بھی منتشر کیا گیا اور رضاکاروں کی گرفتاریں عمل میں آئیں۔

۶ مارچ کو مسٹر دولتانہ کی اپیل ریڈیو پر بھی نشر کی گئی اور لاسلکی پیغام کے ذریعے سے بھی بھیجی گئی۔ اس سے یہ اثر لیا گیا کہ حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس چیز نے ضلعی حکام کی پوزیشن بڑی خراب کر ڈالی۔ جلسے اور جلوس پابندیوں کے باوجود جاری رہے۔ اور لوگ روزانہ بڑی تعداد میں گرفتار ہوتے رہے۔ ۷ تاریخ کو اٹھانوے ۸ تاریخ کو ایک سو اکیس اور ۹ کو ایک سو انچاس گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پبلک پر وزیر اعلیٰ کی اپیل کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

۷ مارچ کو پروفیسر خالد محمود اور فضل حق نے تقریریں کیں جن میں پولیس اور فوج کو ہتھیار ڈالنے کو کہا گیا اور سرکاری ملازموں سے اپیل کی گئی کہ وہ ہڑتال کر کے تحریک میں شامل ہو جائیں۔

تحریک ۱۰ مارچ تک چلتی رہی۔ یہاں تک کہ چیف سیکرٹری کا ایک لاسلکی پیغام آیا۔ جس میں ضلعی حکام کو ہدایت دی گئی تھی کہ لاقانونیت کو سختی سے دبا دیں۔ اس سے لوگوں کو احساس ہوا کہ ضلعی حکام کسی قسم کی لاقانونیت برداشت نہیں کریں گے اسلئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی پابندی ہونے لگی۔ پروفیسر خالد محمود، فضل حق، مولوی سلطان محمود اور دوسرے افراد ساجد میں منتقل ہو چکے تھے۔ جہاں سے وہ خفیہ پیغامات اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے سے احکام و ہدایات جاری کر رہے تھے انہیں مساجد میں گرفتار کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے ان کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعات ۸۷ و ۸۸ کے تحت کارروائی کی گئی۔ اس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور انہوں نے ساجد سے نکل کر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ ان کی گرفتاری کے ساتھ تحریک عملاً ختم ہو گئی اور ۱۷ مارچ تک شہر میں حالات بالکل اعتدال پر آ گئے۔

یہ تفصیلات افسروں کی شہادتوں اور تحریری بیانوں پر مبنی ہیں۔ ہم نے سیالکوٹ میں جو غیر سرکاری شہادتیں سنی ہیں۔ وہ بھی ان تفصیلات کی کوئی تردید نہیں کرتیں۔ البتہ غیر سرکاری شہادتوں میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ بعض افراد کو جنہیں گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود پیٹا یا دوسروں سے پٹوایا۔ اپنی جیپ کو انہوں نے پولیس کے ایک سپاہی سے کہہ کر آگ لگوائی اور یکم مارچ کو جو جلوس ریلوے سٹیشن کی طرف گیا تھا۔ خود اس کی ہمت افزائی کی۔ پہلے الزام کی تصدیق میں اگرچہ کافی شہادت ملی ہے۔ تاہم اس سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں۔ دوسرا الزام کسی شخص کی سوجھ بوجھ کی توہین ہے۔ تیسرے الزام سے خود مولوی محمد علی کاندھلوی انکار کرتے ہیں۔ یہ ہمارا سوچا سمجھا فیصلہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے صورت حال ایک سے زیادہ مرتبہ فوج کو سونپ کر جرأت اور دانائی سے کام لیا۔ اور اس طرح قانون اور اس کی قوت و طاقت کو عوام کی جانب سے مضحکہ اور توہین سے بچا لیا۔ اس ہنگامہ کے باعث جو خونریزی ہوئی اس کی ذمہ داری اگر متعلقہ افراد پر نہیں۔ تو کم از کم فوج اور پولیس پر بھی نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری کسی اور کی ہے۔

گوجرانوالہ کے واقعات

سیالکوٹ سے قرب اور احرار کے ایک علاقائی مقرر صاحبزادہ فیض الحسن کا وطن ہونے کے باعث گوجرانوالہ احرار کا ایک اہم مرکز ہے

احرار نے ۱۹۴۹ء کے اوائل میں یہاں اپنی تبلیغ کانفرنس کی تھی۔ لیکن وہ کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ کیونکہ اس وقت پاکستان کے لئے احرار کی وفاداری سخت مشتبہ تھی۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے دفاع کانفرنس کے پردے میں ایک اور کانفرنس منعقد کی۔ یہ بڑی کامیاب رہی۔ کیونکہ اس کے انتظامات مسلم لیگ کے مدد سے کئے گئے تھے۔ اس کانفرنس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی تقریر کی اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا کہ احمدیوں کو قتل کرنا اور ان کے مال و اسباب کو جلانا کار ثواب ہے۔ اسی سال ایک اور کانفرنس بھی ہوئی۔ جس میں احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا اور ان کا اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے کے خیال کی حمایت کی گئی۔

یوم مطالبات پر ۲۰ جون ۱۹۵۲ء کو احرار نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسجد شیرانوالہ باغ میں ایک جلسہ عام کیا۔ جس میں صاحبزادہ فیض الحسن شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین نے تقریریں کیں۔ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر بعد میں وزیر اعلیٰ کے احکام کے مطابق انہیں رہا کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جولائی ۱۹۵۲ء کی ایک اور کانفرنس میں صاحبزادہ فیض الحسن نے اعلان کیا کہ احمدیوں کا قتل رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ کانفرنس کے اختتام پر مولانا اختر علی خان کے اعزاز میں چائے کی ایک دعوت دی گئی۔ جس میں ڈپٹی کمشنر اور مسلم لیگی راہنما بھی شریک ہوئے۔ احمدیوں نے بعد میں ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی کہ کانفرنس میں ایک مقرر نے حاضرین کو اس امر پر اکسایا کہ امام جماعت احمدیہ کو قتل کر دیا جائے۔ احمدیوں کے خلاف جو جذبات پیدا ہوئے ان کے باعث بلدیہ وزیر آباد نے اپنے دو احمدی مدرسوں اور چار استانیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا صاحبزادہ فیض الحسن مولوی عبد الوحید خطیب مسجد شیرانوالہ باغ اور مولوی محمد اسمٰعیل نے احمدیوں کے خلاف تحریک اور دوسری مذہبی اور سیاسی جماعتوں سے استمداد میں نمایاں حصہ لیا۔ مجلس عمل کے زیر اہتمام گوجرانوالہ میں ۲ اور ۳ نومبر ۱۹۵۲ء کو ایک جلسہ عام ہوا جس میں جماعت اسلامی کے ایک نمائندہ میاں طفیل محمد بھی شریک ہوئے۔ مجلس نے احمدیوں کا اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے کے خیال کی حمایت کی۔ جس کے بعد کھانے کی دکانوں میں یہ اعلان آویزاں نظر آنے لگے کہ احمدیوں کو وہاں مخصوص برتنوں میں کھانا مل سکتا ہے۔ عبد الغفور اے بی۔ اے جو اس سے قبل طوائفوں کے خلاف اپنی مہم میں کامیاب ہو گیا ہو چکا تھا۔ اپنے حلقۂ اثر کو وسیع کرنے کے لئے اس تحریک میں شامل ہو گیا۔

روزنامہ "زمیندار" والے مولانا اختر علی خاں نے تین جلسہ ہائے عام سے خطاب کر کے وہاں سے تحریک کے لئے دو ہزار روپیہ چندہ جمع کیا۔ ایک اور جلسہ ان کے آبائی قصبہ کرم آباد میں ہوا۔ جہاں انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کی اپیل کی۔

کراچی میں وزیر اعظم کو الٹی میٹم دینے کے بعد راست اقدام کے لئے زور و شور سے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور مولوی ضلع کے مختلف قصبات میں زیادہ جوش و خروش سے پروپیگنڈا کرنے لگے۔ ان میں سے قاری عبد الکریم اور مولوی عبد الغفور ہزاروی وزیر آباد میں مولوی ابو الحسن، محمد یحییٰ اور مولوی فضل احمد حافظ آباد میں اور مولوی محمد اسمٰعیل خاص گوجرانوالہ میں کام کر رہے تھے۔ رضاکاروں کی بھرتی شروع ہو گئی۔ اور حافظ آباد کا کوٹہ جو پانسو مقرر ہوا تھا۔ مجلس عمل کی تشکیل کے ہفتہ بھر کے اندر اندر پورا ہو گیا۔ ضلع میں مجموعی طور پر

ضربۃ الشمس یا سن سٹروک

سن سٹروک کیا ہے؟

سن سٹروک کا حملہ سخت گرمی کے موسم میں ہوتا ہے۔ برسات کے موسم میں بھی اس کے کیس ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ ہوا میں رطوبت کی زیادتی اور گرمی ہوتی ہے۔ ہوا میں حرکت اگر نہ ہو۔ اور پسینہ نہ آئے۔ تو بھی اس کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ سن سٹروک غلط نام ہے۔ کیونکہ سورج کی تپش اس کے لئے ضروری نہیں۔ اصل چیز حرارت کی زیادتی ہے۔ خواہ سائے میں ہو یا انجن روم میں اس لئے صحیح لفظ ہیٹ سٹروک Heat stroke ہے۔

حملہ کے اسباب

واضح ہو کہ تندرست جسم میں اللہ تعالےٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ سخت گرمی اور سخت سردی دونوں بخوبی برداشت کر سکتا ہے۔ چنانچہ جہازوں کے انجن روم میں ۲۵۰ درجہ فارن ہیٹ تک انجینیر برداشت کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف ۵۰، یعنے صفر سے ۵۰ درجے نیچے تک قطب شمالی کے علاقوں میں لوگوں نے برداشت کیا ہے۔ پس اس مرض کا سب سے بڑا سبب صحت کی عام خرابی ہے۔ مثلاً پرانا قبض۔ ملیریا پیچش وغیرہ جس سے اعصاب کمزور ہو چکے ہوں۔ علاوہ ازیں دوپہر کے وقت خوب پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد سخت گرمی میں مشقت کا کام کرنا بھی اس کا موجب ہو جاتا ہے اسلئے جن لوگوں کو دوپہر کے بعد سخت جسمانی کام (مثلاً پیدل لمبا سفر) کرنا ہو ان کو کھانا کم کھانا چاہیئے پھر ہر قسم کی بے اعتدالی بد پرہیزی وغیرہ بھی اس حملہ کے قریب کر دیتی ہے۔ . . . . گرمی میں تنگ لباس پہننا خصوصاً گردن اور سینہ پر۔ مثلاً تنگ کالر صدری وغیرہ بھی اس کا ایک باعث ہے۔ مغربی تہذیب کے دلدادہ جو سخت کالر لگاتے ہیں۔ ان کو کم از کم گرمیوں میں نرم اور کھلا کالر لگانا چاہیئے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ سخت گرمی میں مشقت کا کام کرنا خصوصاً جبکہ ہوا میں سکون ہو اور رطوبت کی زیادتی کی وجہ سے پسینہ نہ آسکے بہت مضر ہے۔ پنجاب میں ماہ اگست اور ستمبر میں بالکل یہی کیفیت ہوا کی ہوتی ہے۔ یعنی بارش اس کے بعد دھوپ اور ہوا میں سکون اور حبس صرف گرمی کی زیادتی مضر نہیں۔ بشرطیکہ ہوا میں حرکت ہو اور پسینہ آتا رہے۔ مئی جون میں درجہ حرارت۔ جولائی۔ اگست اور ستمبر کے مہینوں کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مگر سن سٹروک کے کیس کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہوا چلتی رہتی ہے جس سے پسینہ آکر اعصاب کو صدمہ نہیں پہنچتا مرطوب حرارت خشک حرارت سے زیادہ مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ جلد سے اندر دھس کر اعصاب تک اثر کرتی ہے۔

اس مرض کا ایک سبب گرمی کے موسم میں ہوا کا غلیظ ہو جانا بھی ہے۔ جیسا کہ لوگوں کے ہجوم سے عموماً ہو جاتا ہے۔ ہوا میں رطوبت اور کاربن ڈائی آکسائڈ گیس تنفس کیوجہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میلوں ریلوے سٹیشنوں اور ٹریم کاروں میں یہ حادثات زیادہ ہوتے ہیں اسکے علاوہ بہت سے اشخاص اگر نزدیک نزدیک بیٹھے ہوں۔ یا مثلاً فوجی سپاہی کلوز کالم میں مارچ کر رہے ہوں۔ تو اس وقت بھی سن سٹروک کا خطرہ ہوتا ہے۔ پس کسی مجلس میں اگر گرمی اور خصوصاً برسات کے موسم میں بیٹھنا ہو تو دوستوں کو کھل کر بیٹھنا چاہیئے۔ جو دوست نمازوں کے بعد . . . . گرد تنگ حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں۔ وہ اگر . . . . کھل کر بیٹھا کریں۔ تو بہت اچھا ہو۔ . . . .

مرض کے درجے

سن سٹروک کی کئی اقسام ہیں۔ گرمی کے موسم میں معمولی تکان ضعف۔ عضلات کی پھڑپھڑاہٹ سے لے کر کامل بے ہوشی تک اسکے درجے ہیں۔ عقلمند آدمی کا کام ہے کہ جب سن سٹروک کی ابتدائی علامات محسوس کرے۔ تو فوراً دھوپ میں سے چلا جائے۔ اور سائے میں بیٹھ کر پنکھا کرے۔

ابتدائی علامات

ہجوم میں بیٹھے ہوئے یا گرمی میں کام کرتے ہوئے، اچانک گھبراہٹ اور بے چینی شروع ہو جاتی ہے۔ متلی سر درد اور چکر آتے ہیں۔ بعض کو متلی بھی ہوتی ہے۔ اور زیادہ حساس جو ہوں ان کو پیشاب کی حاجت بار بار ہوتی ہے قلب کے مقام پر درد محسوس ہوتا اور سانس پھول جاتا ہے۔ نزع کی طرح موت کا خوف معلوم ہوتا۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ جسم کو سخت گرمی اور جلن محسوس ہوتی ہے پسینہ بالکل سوکھ کر جلد خشک ہو جاتی ہے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ اگر مریض ان علامات کی پروا نہ کرے تو اس کے بعد اصل حملہ شروع ہو جاتا ہے

مرض کا حملہ

انسان بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے درجہ حرارت ۱۰۸ سے ۱۱۰ تک چلا جاتا ہے۔ ہذیان بھی ہوتا ہے۔ چہرہ سرخ اور ہونٹ نیلے ہو جاتے ہیں۔ جسم خشک اور تنور کی طرح گرم ہوتا ہے۔ نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ اور اگر فوری امداد نہ ملے۔ تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

احتیاط

گرمی کے موسم میں جس شخص کو پسینہ نہ آئے اسے فوراً مصنوعی طور پر پسینہ لینا چاہیئے اور کام چھوڑ کر سائے میں بیٹھ جانا چاہیئے۔ مگر . . . اس بیان کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ذرا کسی کو گرمی میں پسینہ نہ آئے۔ تو وہ جھٹ کام چھوڑ کر بے قرار ہو جائے۔ بلکہ یہ محض راہنمائی کے لئے بتا دیا ہے۔ تاکہ اگر کسی کو ہجوم کے اندر اس قسم کی علامات ظاہر ہوں تو وہ احتیاط کرلے۔

علاج

مرض کے حملہ کے وقت اگر ہو سکے تو جلد ڈاکٹر کو بلا لیا جائے۔ بطور فرسٹ ایڈ کے صرف اتنا کر سکتے ہیں۔ کہ مریض کو فوراً سایہ میں لاکر اسکے کپڑوں کو ڈھیلا کر دیا جائے۔ قمیص کا بٹن یا کالر کھول دیا جائے۔ کھلی ہوا اسکو کثرت سے دی جائے۔ پنکھا کیا جائے ہجوم کو ہٹا دیا جائے۔ مریض کو برہنہ کر کے سرد پانی کی تین چار مشکیں اس پر بہا دی جائیں۔ سر اور گردن پر برف رکھی جائے۔

سرد پانی کے استعمال کے متعلق ایک نہایت ضروری بات یاد رکھنے کے قابل ہے جس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بعض مریض سردی سے ہی مر جاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ کبھی سرد پانی بغیر جسم کو ملنے کے استعمال نہیں کرنا چاہیئے پس ضروری ہے کہ جب مشک سے پانی بہایا جا رہا ہو۔ تو مریض کے جسم کو ساتھ ساتھ خوب مالش کرتے جائیں تاکہ خون کا دورہ اطراف کی طرف تیز ہو کر سر میں خون کا جوش کم ہو جائے۔ اگر سرد غسل کے ساتھ جسم کو ملا نہ جائے۔ تو سر میں الٹا اجتماع خون زیادہ ہو کر موت جلد واقع ہو جائے گی۔

یہ ہدایت صرف سن سٹروک کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ جب بھی سرد غسل کیا جائے۔ جسم کو خوب زور سے ملنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ بھائیوں کو تبلیغ میں اور بھی تن دہی سے کام کرنے کی توفیق دے۔ نیز ہم میں اس حد تک جنون پیدا ہو جائے۔ جو عقل کو بالکل کھو دینے والا نہ ہو۔ مگر اتنا کم بھی نہ ہو کہ معمولی سردی گرمی سے ڈر کر اس مقصد فرض کو سر انجام دینے سے رہ جائیں۔

درخواستہائے دعا

میرے بڑے بھائی جان شیخ محمد حنیف صاحب اور میرا اسلام ہیڈ ورکس بہاد لپور اسٹیٹ کا پتھری کا اپریشن میو ہسپتال لاہور میں ہوا ہے احباب جماعت ان کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ اپریشن بفضلِ خدا کامیاب ہو گیا ہے۔ (شیخ مبارک احمد کراچی)

(۲) خاکسار کا بھائی عتیق عالم فاروقی امسال سندھ یونیورسٹی کے ایف اے کے امتحان میں شامل ہوا ہے۔ احباب اس کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار اور خاکسار کے والدین آجکل مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ ان پریشانیوں کو اپنے خاص رحم سے دور فرمائے (خلیق احمد فاروقی چکلالہ)

(۳) ادیب فاضل کے امتحان میں میرے بھائی شامل ہو رہے ہیں۔ دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اچھے نمبروں پر کامیاب فرمائیں۔ (ارشاد حیدر پردیسی سیالکوٹ)

(۴) میری ہمشیرہ صاحبہ کراچی میں بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ انہوں نے اس دفعہ تھرڈ ایئر کا امتحان بھی دیا ہے۔ احباب ان کی کامل صحت اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (شیخ بشیر احمد ربوہ)

(۵) میری والدہ اہلیہ حبیب احمد صاحب کاتب مرحوم بہت زیادہ بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت انکی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ (نور الدین قریشی راولپنڈی)

شورش پسند ہمہ وقت یہ اعلان کر رہے تھے - کہ وہ جہاد یعنی کفر کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں!

... بھرتی کئے گئے رضاکاروں کے ساتھ ... کرنے والوں میں مسلم لیگ کے ... بھی شامل تھے

شورش کا آغاز اس وقت ہوا جب مولوی محمد اسمٰعیل خطیب مسجد اہل حدیث کو صوبائی حکومت کے حکم کے تحت گرفتار کیا گیا - رضاکاروں کے لاہور روانہ ہونے سے قبل جلسے اور ان کے جلوس روزمرہ کی چیز بن گئے - مجلس عمل کو توڑ ڈالا گیا - اور مجلس احرار گوجرانوالہ کے نائب صدر حکیم عبدالرحمٰن کو تحریک کا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا گیا -

۲ مارچ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو چیف سیکرٹری کی جانب سے ایک ڈی - او - مراسلہ نمبر B.D.S.B / ۲۹ - ۵۱۴ ۲ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء موصول ہوا جس میں مزید گرفتاریوں کی ممانعت کی گئی تھی - لیکن یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اے - ڈی - جی - آئی (سی - آئی - ڈی) کی جانب سے یہ ہدایات موصول ہوئیں کہ رضاکاروں کو لاہور اور کراچی جانے سے روکا جائے ظاہر ہے - اس کا مطلب یہ تھا - کہ انہیں گوجرانوالہ میں گرفتار کیا جائے - دونوں ہدایات باہم متضاد تھیں - اور چونکہ مجسٹریٹوں اور عملہ پولیس کی کمی اور جیل میں گنجائش نہ ہونے کے باعث ضلعی حکام گرفتاریاں کرنے کے حق میں نہیں تھے - اور ایک آدھ روز صورت حال کا مزید جائزہ لینا چاہتے تھے اس لئے لاہور میں پولیس کے اعلیٰ افسروں سے استفسار کیا گیا - کہ ان حالات میں کیا کیا جائے؟ جواب یہ ملا - کہ اگر جیل میں جگہ نہیں - تو گرفتار ہونے والوں کو دور کے دیہات میں لے جا کر چھوڑ دیا جائے۔

لیگ کے عہدیداروں کا رویہ

۲ مارچ کو دن کے دس بجے ڈپٹی کمشنر کے کمرہ عدالت میں ایک اجلاس ہوا جس میں سرکاری اور غیر سرکاری افراد سبھی شامل تھے سٹی مسلم لیگ کے عہدیداروں نے اسی اجلاس کو لیگ ہی کی اپنی حریف پارٹی کی مذمت کا موقعہ بنایا - اور ضلعی حکام سے باقاعدہ تعاون کرنے سے انکار کر دیا - اس مرحلے پر لاہور جانے والی ٹرینوں کو ہجوم روکنے لگے - چنانچہ ریلوے کے ذریعے سے لاہور جانے والے رضاکاروں کو ریلوے سٹیشن پر چھوڑنے جاتے تھے - ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پولیس کا ایک دستہ لے کر ریلوے سٹیشن گئے - اور وہاں سے پچاس رضاکاروں کو گرفتار کر کے گاڑی سے اتار لیا - یہ دیکھ کر ہجوم مشتعل ہو گیا اور اس نے دوبارہ گاڑی کو روکا - جب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گاڑی کو روانہ کرنے کی دوبارہ کوشش کی - تو ان پر حملہ کر دیا گیا - اور پولیس کے پانچ آدمیوں سمیت (جن میں ایک سب انسپکٹر بھی شامل تھا) انہیں زخمی کر ڈالا گیا - اسی شام پانچ ہزار افراد کے ایک مشتعل ہجوم نے سندھ ایکسپریس کو ریلوے سٹیشن سے کچھ دور روک لیا - سپرنٹنڈنٹ پولیس چھ سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچ گئے - لیکن ان سب پر پتھراؤ اور خشت باری ہوئی - اس وقت اندھیرا ہو چکا تھا - اور ہجوم کو منتشر نہ کیا جاتا - تو وہ تشدد پر اتر آتا - اور گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے مسافروں کو ہراساں کرنے لگتا - اس لئے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سپاہیوں کو ہوا میں بارہ گولیاں چلانے کا حکم دیا - اس طرح ہجوم کسی شخص کے ہلاک یا زخمی ہوئے بغیر منتشر ہو گیا - اس کے بعد معززین شہر کا ایک اجلاس ریلوے سٹیشن پر طلب کیا گیا - لیکن اگرچہ ہر ایک نے غنڈہ گردی کی مذمت کی - تاہم عملی امداد پر بھی کوئی کمربستہ نہ ہوا - کہ مبادا اسے کافر یا مرزائی قرار دیا جائے -

چونکہ مسلم لیگ کے عہدیداروں نے مجلس عمل کی امداد کا حلف اٹھا رکھا تھا - اس لئے مجلس عمل کے ڈکٹیٹر نے سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری مسٹر منظور حسن ایم - ایل - اے کو ہدایت کی - کہ وہ ایک دستہ لے کر جائیں - اور گرفتاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں - صدر مسلم لیگ شیخ آفتاب احمد نے مشورہ دیا - کہ مسٹر منظور حق کی جھوٹ موٹ گرفتاری عمل میں آئے - تاکہ یہ اثر نہ لیا جائے کہ تحریک کو لیگ کی تائید و حمایت میسر ہے - یہ بات مان لی گئی - اور مسٹر منظور حسن کو گرفتار کر کے پولیس کی جیپ میں لے جایا گیا - اور ضلع کے ایک دور افتادہ گوشہ میں اس مقام پر لے جا کر چھوڑ دیا گیا - کہ وہ چند روز تک گوجرانوالہ واپس نہیں آئیں گے - تاہم لوگوں کو اس حال کا پتہ چل گیا - اور اگلے دن کوئی دو سو اشخاص نے شیخ آفتاب احمد کے گھر جا کر انہیں جلوس میں شامل ہونے کو کہا - ان کو گھر سے نکال کر مسجد بشیر اللہ باغ تک جلوس میں چلنے پر مجبور کیا گیا - اس وقت تک مسٹر منظور حسن بھی گوجرانوالہ واپس آ کر مسجد بشیر اللہ باغ میں شورش پسندوں میں شامل ہو چکے تھے - جہاں انہوں نے احمدیوں اور حکومت کے خلاف نہ صرف متعدد تقریریں کیں - بلکہ سٹی مسلم لیگ کے سات کونسلروں کو ساتھ لے کر ایک جلوس کی قیادت بھی کی - ان سب کو گرفتار کر لیا گیا

وزیر اعلیٰ کے ۶ مارچ کے بیان کو لاہور کی ہدایات کے ماتحت شہر بھر میں نشر کیا گیا - سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جو ہدایات موصول ہوئیں - ان کے مطابق ۷ مارچ کو احمدیوں کے جان و مال پر حملہ کا اندیشہ تھا - صورت حال کے بارے میں فوج سے بات چیت کی گئی - جس نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کا مشورہ دیا - لیکن ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ تجویز نہ مانی - اور اس کی بجائے پولیس اور فوج کے مشترک گشتی دستوں کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا - اس کے بعد شہر میں ایک احمدیوں کی دوکان کو لوٹنے کی کوشش کے سوا قانونیت کے اور کسی واقعہ کی اطلاع نہیں ملی -

۷ مارچ کو شورش پسندوں کے ایک پرجوش ہجوم نے موضع ننڈ پور ایک شخص محمد حسین کو یہ گمان کرتے ہوئے مار ڈالا - کہ وہ احمدی ہے - تفتیش سے معلوم ہوا - کہ یہ قتل کسی دشمن کی چال کا نتیجہ ہے -

۸ مارچ کو مقامی ایم - ایل - اے اصحاب کو مسجد بشیر اللہ باغ میں طلب کر کے ان سے استدعا کی گئی - کہ وہ ہدایات لینے کے لئے لاہور جائیں - ایم - ایل - اے اصحاب وزیر اعلیٰ سے ملاقی ہوئے - مگر کوئی واضح اور قطعی ہدایات لے کر نہیں لوٹے -

گوجرانوالہ میں ۵ مارچ کو فوج کی ایک کمپنی اور ۶ مارچ کو ایک بٹالین پہنچی - ۸ تاریخ کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب تفتیشی عملے کے دو میز رو دستے لے کر آ گئے -

فوج آئی - تو اس کا خیر مقدم پاکستان فوج زندہ باد - پاکستانی فوج کے زندہ باد کے نعروں سے کیا گیا - جس نے سیالکوٹ میں گولی چلانے سے انکار کر دیا - شورش پسند ہمہ وقت یہ اعلان کر رہے تھے - کہ وہ جہاد یعنی کفر کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں - شہر میں کئی جگہ پوسٹر چسپاں تھے - جن میں پولیس اور فوج سے اپیل کی گئی تھی - کہ وہ گولی نہ چلائے - بلکہ جہاد میں شامل ہو جائے -

جبری ارتداد

اس ضلع میں کوئی درجن بھر احمدیوں کو اپنے عقیدے سے ارتداد پر مجبور کیا گیا۔

اس ضلع میں مسلم لیگ تحریک میں سرگرمی سے شریک تھی۔ گوجرانوالہ شہر کی مسلم لیگ نے تحریک ختم نبوت کی حمایت میں ایک قرارداد منظور کی۔ اور اس تنظیم کے سکرٹری مسٹر منظور حسن نے یہ قرارداد لاہور میں صوبہ مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے بھیجی۔ ایسی ہی ایک قرارداد انہوں نے کل پاکستان مسلم لیگ کے اجلاس ڈھاکہ میں پیش کرنے کی کوشش بھی کی۔

احمدیوں کا ایک وفد ۷ مارچ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملا۔ لیکن وہ ان کی مدد سے معذوری کا اظہار کرنے لگے۔ اور وجہ یہ بتائی کہ ایک روز قبل انہوں نے وزیر اعلیٰ سے ہدایات طلب کی تھیں۔ مگر وہ کہنے لگے۔ چونکہ مرکز نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اس لئے وہ ہدایات نہیں دے سکتے۔

کمک پہنچنے پر غنڈوں کی گرفتاری اور بلا لائسنس اسلحہ کی تلاشی شروع ہوئی۔ مولوی عبد الوحید جو تحریک کی پشت پر تھے۔ اور حکیم عبد الرحمٰن ڈکٹیٹر علی الترتیب ۱۱ اور ۱۲ مارچ کو گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ اور مولوی بھی آگے آئے۔ اور انہیں بھی حراست میں لے لیا گیا۔ آخر کار فوج کی مدد سے مسجد شیرانوالا باغ پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ ہوا۔ اسی فیصلہ پر عمل ہوا۔ تو مسجد شورش پسندوں سے خالی کرائی گئی۔ اور قاری عبد الکریم کے پاس سے مبلغ دس ہزار ایک سو روپیہ کی رقم لے لی گئی۔ جو شیخ آفتاب احمد۔ مرزا شرافت بیگ۔ محمد دین ایم۔ اے۔ عزیز انصاری اور گوجرانوالہ مسلم لیگ کے بعض کونسلروں نے جمع کی تھی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غنڈوں کے دو مشہور سرغنوں صفدر علی اور نصیر دین عرف نصیریا کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ صفدر علی ضلع سے کھسک جانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اسے بعد میں جھنگ سے گرفتار کر لیا گیا۔ نصیریا کچھ دیر گرفتاری سے کنی کتراتا رہا۔ لیکن انجام کار اس کا سراغ بھی مل گیا۔ اور اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔

ضلع گوجرانوالہ میں شورش کے باقی مرکز یہ تھے۔

(۱) کاموںکے:۔ احمدیوں اور حکومت کے خلاف لطیف احمد چشتی اور حافظ عبد الشکور کے زیر اہتمام مظاہرے ہوئے۔ اور جلوس نکلے۔ فنڈ کے جس روپے پر قبضہ کیا گیا۔ وہ مبلغ دس ہزار سات سو بہتر روپے بنتا تھا۔

(۲) وزیر آباد:۔ تحریک کی مقامی تنظیم مولوی عبد الغفور ہزاروی اور کامریڈ عبد الکریم نے کی۔ ریلوے لائن پر کمبل رکھ کر ایک ٹرین کو بھی روک لیا گیا۔ اور فنڈ کی مبلغ دو ہزار پانچ سو ساٹھ روپے کی رقم پر قبضہ کر لیا گیا۔

(۳) حافظ آباد:۔ یہاں ابو الحسن محمد یحییٰ اور مولوی فضل الٰہی نے جذبات ابھارے۔

(۴) گکھڑ:۔ یہاں ٹرینوں کو روکا گیا۔ گکھڑ مسلم لیگ کے صدر محمد بشیر نے بعض کونسلروں سمیت اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔

(۵) نوشہرہ ورکاں۔ یہاں ایک پرانے کانگرسی ڈاکٹر محمد اشرف فساد کے ذمہ دار تھے۔

(۶) سوہدرہ۔ یہاں اہلحدیث کے مولوی عبد المجید کے زیر اہتمام بیباک جلسے منعقد ہوئے۔

راولپنڈی کی صورت حال

راولپنڈی میں فسادات کے آغاز سے قبل واقعات کی رفتار بالکل ویسی ہی رہی۔ جیسی دوسرے شہروں میں تھی۔ احرار نے احمدیوں اور ان کے مسلک کی مذمت کرنی شروع کی۔ اس کے جواب میں احمدیوں نے احرار کے ماضی کو کھنگالنا شروع کر دیا تھا کہ پاکستان کے متعلق ان کے خلوص کے بارے میں شبہات کو اور زیادہ تقویت ملے آل مسلم پارٹیز کنونشن کے بعد احرار اور دوسرے مذہبی فرقوں واعظوں اور پیروں کا اشتراک عمل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مساجد اینٹی احمدیہ تحریک کے پروپیگنڈے کا مرکز بن گئیں اور خطبات جمعہ احمدی عقائد کی تنقیص و مذمت کے لئے وقف ہونے لگے۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے جو احرار کے دو سرکردہ راہنما ہیں لیاقت باغ میں جلسہ عام سے خطاب کیا جس کے بعد رضاکاروں کی بھرتی اور فنڈ جمع کرنے کی مہم بھی زور شور سے جاری ہو گئی۔

زیادہ جارحانہ انداز

۲۷ فروری کو کراچی میں تحریک کے راہنماؤں اور حکومت پنجاب کے حکم سے مولانا غلام اللہ خان کی گرفتاری کے بعد جلوس اور بیباک جلسے روزمرہ کا معمول بن گئے۔ لیاقت باغ میں پیرزادہ گولڑہ شریف کی صدارت میں جو جلسہ عام ہوا۔ اور غالباً سب سے بڑا جلسہ تھا جو موجودہ نسل نے دیکھا ۶ مارچ کو جب سیالکوٹ اور لاہور کے واقعات کی مبالغہ آمیز خبروں کے بعد یہ اطلاع موصول ہوئی کہ حکومت پنجاب نے عوامی مطالبات مان لئے ہیں۔ اور ان کی منظوری کی خبر کراچی بھیج دی گئی ہے۔ تو صورت حال واقعی نازک ہو گئی۔ اس کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ سمجھے حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس کے بعد جلوسوں کی نہ صرف مقدار میں اضافہ ہوا۔ بلکہ ان کا انداز بھی اور زیادہ جارحانہ ہو گیا۔ اور انہیں لاٹھی چارج سے منتشر کرنا پڑا۔

۶ مارچ کو لیاقت باغ میں ایک اور جلسہ ہوا جلسہ گاہ سے منتشر ہونے کے بعد ایک ہجوم مری روڈ پر سے ہوتا ہوا گزرا۔ جہاں اس نے ایک احمدیہ مسجد اور ایک چھوٹی سی کار کو آگ لگا دی بعد میں اسی روز شام کے وقت لوٹ اور آتشزنی کے بعض اور واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے۔ احمدیہ کمرشل کالج۔ نور آرٹ پریس اور ایک ریسٹورنٹ کے جو شہر کے مختلف حصوں میں واقع ہیں دروازے توڑ کر سامان کو لوٹنے یا دوسرے طریقوں سے برباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ نور آرٹ پریس کے ایک غیر احمدی نوجوان ملازم کو جس کے احمدی ہونے کا گمان تھا چھرا گھونپ دیا گیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ صورت حال چونکہ بارود کے ڈھیر جیسی ہیجانی ہو گئی تھی۔ اس لئے ۷ مارچ کو فوج بلائی گئی اسی روز تھانہ گولڑہ اور تھانہ ٹنگ جانی کے علاقوں میں ٹیلیفون کے تار بھی کاٹ ڈالے گئے۔ اس لئے قیام امن کی ضرورت کے لحاظ سے اہمیت رکھنے والے مقامات پر فوج متعین کر دی گئی۔

۸ مارچ کو ایک تند اور پرجوش ہجوم گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے ایک کمیونسٹ طالب علم مسعود ملک اور مولوی عبد القدوس پونچھی کی قیادت میں پولیس کوتوالی کے سامنے آ کر خشت باری کرنے لگا۔ سٹی مجسٹریٹ نے پولیس کو گولی چلانے کا حکم دیا۔ جس سے ایک بلوائی ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں جلوسوں پر پابندی کے احکام نافذ کر دیئے گئے۔ اور رات کے لئے کرفیو لگا دیا گیا۔ کرفیو کی خلاف ورزی پر ۲۳۹ افراد کو سزا دی گئی۔ پھر تحریک چلانے والے جامع مسجد میں پناہ گزین ہو گئے۔ جہاں سے وہ رضاکاروں کو گرفتاری کے لئے بھیجا گیا مجموعی طور پر ایک ہزار سینتیس رضاکاروں کو گرفتار کر کے ان پر دفعہ ۱۸۸ تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمے چلائے گئے چھ سو چھ افراد معافی مانگ کر رہا ہو گئے۔ باقی سب نے سزا پائی۔ (باقی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴